لیشھدوا منافع لھم

محمود احمد غازی

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں سورہ حج کی آیات ۲۶ - ۲۹ میں حضرت ابراھیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام کے ھاتھوں تعمیر کعبہ کا واقعہ بیان کرتے ھوئے فرمایا ھے کہ ھم نے ابراھیم کو بیت اللہ کی تعمیر نو کا حکم دیا پھر ان سے کہا کہ لوگوں کو حج بیت اللہ کی طرف بلائیں، لوگ اس دعوت پر لبیک کہتے ھوئے پیدل اور سوار، دور دراز مقامات سے حج کے لئے آیا کریں گے اور طرح طرح کے منافع کا مشاھدہ کیا کریں گے - ان آیات کے ایک جزو (عنوان بالا) کے الفاظ پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ھوگا کہ یہاں اللہ تعالی نے منافع کا لفظ جو خود جمع ھے بطور نکرہ استعمال کیا ھے - کلام عرب میں جب کوئی لفظ نکرہ استعمال کیا جائے تو اس سے مقصود اس کے عموم کی طرف اشارہ کرنا ھوتا ھے - مراد یہ ھے کہ حج کی نیت سے بیت اللہ کی زیارت کرنے والے کو اس قدر عمومی منافع حاصل ھوں گے جن کا شمار کرنا بھی ممکن نہیں - امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں لفظ منافع کی اس تنکیر پر گفتگو کرتے ھوئے لکھا ھے کہ حج ایک ایسی عبادت ھے جو لاتعداد دینی و دنیوی فوائد اور روحانی و مادی منافع کی جامع ھے - یہ فوائد و منافع کسی دوسری عبادت میں موجود نہیں -(۱)

دوسرے بہت سے علماء اور مفسرین نے بھی لفظ منافع کی تفسیر کرتے ھوئے نہایت فکر انگیز بحثیں کی ھیں اور ان روحانی و مادی فوائد کو گنوایا ھے جو مسلمانوں کو حج بیت اللہ اور زیارت حرمین سے حاصل ھوتے ھیں

••

حاصل ہو سکتے ہیں - زیر نظر تحریر میں انہی فوائد و منافع کی طرف مختصراً
رہ کرنا مقصود ہے -

دنیا کے قدیم سے قدیم مذاہب میں بھی کسی نہ کسی ایسی عبادت
تصور ضرور ملتا ہے جس میں لوگ ایک مقررہ وقت پر ایک معین جگہ جمع ہوکر
اوند قدوس کی حمد و ثناء بیان کریں اور اس کے حضور اپنی بندگی کے
بے پورے کریں - اللہ تعالی نے ہر قوم میں دین حق کی طرف بلانے والے
ل بھیجے، عجب نہیں کہ مختلف علاقوں کے لوگوں کی عبادتیں اور ان کے
قے ان رسولوں ہی کی تعلیمات کی بگڑی ہوئی شکل ہو- بنی نوع انسان کی
مشترک روحانی میراث اپنی مکمل اور پاک و صاف شکل میں حج کی صورت
ِ اسلام میں موجود ہے -

کرہ ارض پر بسنے والے تمام فرزندان توحید اپنے روحانی باپ موحد اعظم
رت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی ملت ہیں- دراصل ملت اسلامیہ
ت ابراہیمی ہی کا دوسرا نام ہے - حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی
ت طیبہ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ کی قائم کردہ ملت کی
: جذبہ قربانی پر ہے - آپ نے اللہ کے دین کے لئے گھر بار کو خیر باد کہا -
کے حکم پر بیوی بچے کو بے آب و گیاہ ''وادی غیر ذی زرع،، میں چھوڑ
اور پھر آخر میں اللہ کی طرف سے اشارہ پاتے ہی اکلوتے بیٹے کی قربانی دینے
لئے بھی تیار ہوگئے - آج دنیا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کروڑوں
لیوا ان کی اس لازوال قربانی کی یاد کو اپنے دلوں میں محفوظ کئے ہوئے ہیں
انہوں نے اللہ کے حضور اپنے لخت جگر اسمعیل علیہ السلام کو پیش کرکے
تھی - حج دراصل اسی لازوال قربانی کی سالگرہ ہے - حج کا جزو اکبر قربانی
- بلکہ حج کی ساری روح ہی جذبہ قربانی ہے - مال کی قربانی، وقت کی قربانی

آرام و راحت کی قربانی اور بالآخر جانور کی قربانی - ان ساری قربانیوں کے مجموعہ کا نام حج ہے - گویا حج اور ابراہمیت آپس میں لازم و ملزوم ہیں -

اسلام کی اصل روح اطاعت اور فرمانبرداری ہے - حج اسی جذبہ اطاعت کو تازگی بخشتا ہے جس کی حکایت وحی الہی نے ''فلما اسلما و تله للجبین،، کے قرآنی الفاظ سے بیان کی ہے اور جس کو خداوند قدوس کی بارگاہ سے مقبولیت کی سند ''فنادیناه ان یا ابراهیم قد صدقت الرؤیا انا کذلك نجزی المحسنین،، کے ذریعہ عطا کی گئی - ایک حاجی بچشم سر اس مقدس جگہ کا مشاہدہ کرتا ہے جہاں اس جذبہ اطاعت کا مظاہرہ کیا گیا اور پھر جانور کی قربانی کے ذریعے خود بھی کسی حد تک اس کی یاد تازہ کرتا ہے -

اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا لازمی تقاضا مساوات ہے - اگر سارے انسان یہ تسلیم کرلیں کہ اللہ ہی کائنات کا مقتدر و مطاع ہے اور کسی غیر کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسروں سے اپنی اطاعت کرائے یا کسی کا مقتدر و مطاع بن بیٹھے تو لامحالہ اس کا منطقی نتیجہ یہی نکلے گا کہ اللہ کے مسلم و مطیع ہونے کی حیثیت سے سارے انسان برابر ہیں، کسی انسان کو دوسرے انسان پر کوئی فضیلت اور برتری حاصل نہیں الا یہ کہ کوئی اطاعت میں دوسروں سے بڑھا ہوا ہو - یوں تو اسلام کی ساری عبادتیں مساوات کا درس دیتی ہیں لیکن حج تو گویا ہے ہی مساوات کا عملی درس دینے کے لئے - اس موقع پر شاہ و گدا، عالم و جاہل، امیر و غریب، ملکی اور پردیسی سب ایک ہی لباس پہنے ہوئے ایک ہی زبان میں ''لبیك اللهم لبیك،، کی صدائیں بلند کرتے نظر آتے ہیں - دنیاوی جاہ و جلال کا اظہار اور طبقاتی فرق کا مظاہرہ عموماً لباس سے ہوتا ہے - جہاں سب کا لباس ایک ہو وہاں امیر و

غریب اور شاہ و گدا میں فرق کرنا دشوار ہوتا ہے ۔ اسی لئے حج کے موقعہ پر احرام کا حکم دیا گیا ہے ۔ احرام باندھ کر کوئی شخص کسی دوسرے پر اپنے جاہ و جلال، مال و دولت یا عہدہ و مرتبہ کا اظہار نہیں کر سکتا ۔ حج کے موقع پر فرزندان توحید میں مال و زر کی یہ مصنوعی اور خود ساختہ تمیز ختم ہوجاتی ہے۔ علاوہ ازیں احرام سے شان ابراہیمیت کا بھی اظہار ہوتا ہے ۔ علامہ سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ احرام دراصل عہد ابراہیمی کا لباس ہے ، حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام یہی لباس زیب تن فرماتے تھے ۔ اس مبارک موقع کے لئے اللہ تعالی نے اس لباس کو اس لئے پسند فرمایا تاکہ اس مبارک عہد کا منظر سب کی آنکھوں کے سامنے آجائے اور وہ کیفیت ہماری ظاهری شکل و صورت اور وضع قطع سے ظاہر ہو۔(۲)

قرآن مجید میں حرم مکہ کی صفات بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ وہ امن کی جگہ ہے اور ہر اس شخص کو امن و سکون اور اطمینان فراہم کرتی ہے جو اس میں داخل ہوجائے۔ (۳) حرم مکہ میں داخل ہونے والے خوش قسمت لوگوں کو جو روحانی اور قلبی سکون حاصل ہوتا ہے اس کا اندازہ تو وهی لوگ کر سکتے ہیں جن کو وہاں حاضر ہونے کا موقعہ ملا ہے لیکن دوسروں کو اس عظیم سکون و اطمینان کا کچھ نہ کچھ احساس ان تاثرات اور سفرناموں کو پڑھ کر ہوتا ہے جو مختلف زمانوں میں دنیا کے مختلف علاقوں سے آنے والے زائرین حرم نے دنیا کی مختلف زبانوں میں لکھے ہیں ۔ مشہور مغربی فاضل محمد اسد کی شہرہ آفاق تصنیف روڈ ٹو مکہ (Road to Mecca) میں اس روحانی سکون اور اطمینان قلبی کی ایک جھلک نظر آتی ہے جو لیوپولڈوائس کی بے چین اور پریشان روح کو بیت اللہ کے سائے میں پہنچ کر حاصل ہوتا ہے، اسی روحانی سکون اور اطمینان قلبی کا معجز اثر کرشمہ تھا جس کے

نتیجه میں لیوپولڈوائس محمد اسد بن گئے اور نه جانے کتنے لیوپولڈوائس تاریخ میں گزرے ھوں گے جن کو بیت اللہ کی زیارت نے محمد اسد بنادیا ھوگا۔

حج بیت اللہ کا ایک اور اھم پہلو اس کی تبلیغی اھمیت ھے۔ دین حق کی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کی سنت کو جس طرح اور جس وسیع پیمانے پر حج کے اجتماعات کے ذریعه دنیا بھر میں عام کیا جاسکتا ھے کسی اور ذریعه سے نہیں کیا جا سکتا۔ خود رسول‌اللہ صلی اللہ علیه وسلم کے حجة الوداع کی مثال لیجئے۔ اس موقع پر ڈیڑھ لاکھ صحابی ھمرکاب تھے۔ آپ نے ۹ ذوالحجه کو میدان عرفات میں قبل از نماز ظہر انسانیت کا انقلابی منشور (خطبهٔ حجة الوداع) دنیائے انسانیت کو عطا فرمایا۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیه وسلم کا کوئی اور خطبه ایک وقت میں اتنے لوگوں تک نہیں پہنچا۔ یہی حال بعد کے علماء، محدثین اور مشائخ کا رھا ھے۔ جن بزرگوں نے حج کے موقع پر تبلیغ و ارشاد کی ذمه داریاں انجام دیں ان کے اثرات زیادہ دور دور تک پھیلے۔ دراصل حرم میں پہنچ جانا ھی تبلیغ دین اور روح دین سے واقفیت کا ایک بڑا ذریعه ھے۔ مکه ھی وہ جگه ھے جہاں حضورؐ نے تبلیغ اسلام کا آغاز فرمایا، جہاں آپ نے اور آپ کے صحابه نے تکلیفیں جھیلیں۔ مدینه میں حضورؐ نے پہلی اسلامی ریاست کی بناء رکھی اور پہلا اسلامی معاشرہ قائم کیا۔ یه دونوں مقامات اسلام کا حقیقی مرکز ھیں۔ باقی دنیائے اسلام کی بنسبت حرمین شریفین میں اسلامی معاشرہ اپنے اصلی رنگ میں کسی نه کسی حد تک ھمیشه ھی موجود رھا ھے اور اپنے زائرین کو ھمیشه نئے خون اور نئی روحانی توانائی سے گرماتا رھا ھے۔ حرمین میں خالص معاشرہ کی بقا کے لئے خود شریعت نے متعدد اقدامات کئے ھیں۔ قرآن مجید نے صاف

حکم دیا کہ کفار و مشرکین کو حدود حرم میں داخل ہونے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روک دیا جائے۔(۴) بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے منتقل کرکے کسی اور جگہ آباد کردیا جائے۔(۵) چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ نے اپنے دور خلافت میں خیبر اور جزیرۃ العرب کے دوسرے مقامات میں آباد یہود قبائل کو وہاں سے منتقل کر کے فلسطین میں آباد کر دیا تھا۔ ان اقدامات کا مقصد بلاشبہہ یہی تھا کہ مرکز اسلام میں کسی اور دین کی آمیزش نہ ہونے پائے، کسی اور دین یا نظام حیات کے ماننے والے باقی نہ رہیں۔ تاکہ مرکز حسی ملیہ اسلامیہ(۶) غیر اسلامی آلائشوں سے پاک رہے۔ دنیا کے گوشہ گوشہ سے سمٹ کر آنے والے حجاج کو کچھ عرصہ مرکز اسلام میں رہنے کا موقع ملتا ہے، یہاں سے وہ تازہ اور پاک صاف جذبۂ اسلام لے کر لوٹتے ہیں اور واپس جاکر دوسروں کے قلوب کو روشن کرتے ہیں اور یوں دیے سے دیا جلتا رہتا ہے۔

ان سب چیزوں کے علاوہ سب سے بڑی روحانی نعمت جو حاجی کو حاصل ہوتی ہے وہ اگلے پچھلے تمام گناہوں خطاؤں اور لغزشوں سے معافی ہے۔ اللہ تعالیٰ حجاج کی تمام خطاؤں سے عفوو درگزر فرماتا ہے اور ان کو گناہوں سے یوں پاک و صاف کرکے وطن بھیجتا ہے جیسے وہ آج ہی پیدا ہوئے ہیں۔

یہ تو حج مبرور کی خالص روحانی نعمتوں اور برکتوں کا ایک مختصر ساتذکرہ تھا۔ اس عبادت عظمیٰ کی مالی اور دنیوی منفعتیں بھی کچھ کم نہیں۔ مذکورہ بالا آیت کریمہ ''لیشهدوا منافع لهم'' کی تفسیر کرتے ہوئے تقریباً سبھی اکابر مفسرین نے حج کے مالی اور دنیوی منافع کا ذکر کیا ہے۔

مجاھد بن جبر، عطاء بن رباح، ابن العربی اور قرطبی جیسے اکابر مفسرین نے منافع میں تجارتی منافع کو بھی شامل کیا ھے ۔ بلکہ بعض جلیل‌القدر مفسرین مثلاً سعید بن جبیر اور ابو رزین نے تو اس آیت میں منافع سے صرف تجارتی منافع ھی کو مراد لیا ھے ۔ بہر حال اس امر پر تو سب کا اتفاق بھی ھے اور ھر ایک کا عملی مشاھدہ بھی کہ حج تجارت کا ایک بڑا اور نہایت مفید موقعہ ھے ۔ دنیا بھر کے مسلمان تاجر حج کے موقعہ پر موجود ھوتے ھیں ۔ علاوہ ازیں مختلف ممالک سے آنے والے حجاج دنیا کے ھر گوشہ کی مصنوعات اور پیداوار لے کر آتے ھیں ۔ اس طرح مکہ دنیا کے ھر ملک کی مصنوعات و پیداوار کا مرکز بن جاتا ھے ۔

محض تجارتی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو حج توسیع تجارت کا سب سے بہتر ذریعہ ثابت ھو سکتا ھے ۔ دنیا بھر کے بازاروں کی بابت تازہ بتازہ اور براہ راست معلومات، قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کا اندازہ اور بڑے بڑے بیوپاریوں سے روابط کے لئے حج سے بہتر موقعہ مسلمانوں کے لئے کونسا ھو سکتا ھے ۔ بلکہ اگر اس مبارک موقعہ پر رزق حلال کے حصول اور جائز تجارت کے فروغ کی باقاعدہ تدابیر اختیار کی جائیں تو بڑے فوائد حاصل کئے جا سکتے ھیں ۔ دنیا بھر سے آنے والے مسلمان تاجروں اور صنعتکاروں کا قیام ایک جگہ ھو (مثلاً مکہ اور مدینہ میں تاجروں کے الگ ریسٹ ھاؤس ھوں) سب آنے والے تاجروں کی فہرست دستیاب ھو، پھر مختلف اسلامی ممالک اور کمپنیاں اپنے اپنے تجارتی دفاتر مکہ میں قائم کریں جن کا آپس میں میل جول ھو ۔ حج کے موقعہ پر اسلامی ممالک اپنی اپنی مصنوعات کی نمائش کا اھتمام کریں اور اس کے علاوہ جو تدابیر بھی ممکن اور مفید ھوں عمل میں لائی جائیں تو حج کے اس پہلو سے نہایت عظیم الشان فوائد حاصل کئے جا سکتے ھیں ۔ اور

کیوں نہ کئے جائیں اللہ تعالی نے خود قرآن مجید میں اس کی اجازت دی ہے۔
سورہ بقرہ میں حج کے احکام بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا : لیس علیکم
جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم۔ کوئی حرج نہیں اگر (اس موقعہ پر) تم اپنے
رب کے فضل (جائز روزی) کے حصول کے لئے بھی کوشش کرو۔(۷)

تجارت کی وسعت کے ساتھ ساتھ حرمین کی مرکزیت سے سیاسی اور معاشرتی
فوائد بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ دنیا بھر کے مسلمان ہمیشہ ہی سے اپنے
اجتماعی مسائل پر مکہ کے اجتماعات حج میں غور و فکر کرتے رہے ہیں۔
امور خلافت کے اہم معاملات حج ہی کے موقعہ پر طے پاتے تھے۔ مختلف علاقوں
کے حکام سے رپورٹیں وصول کی جاتی تھیں اور طریقہ کار کا تعین کیا جاتا
تھا۔ اس موقع پر مظلومین داد رسی چاہتے تھے۔ حضرت عمر کے دور خلافت
میں تو ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں۔ بعد میں بھی مختلف اسلامی حکومتوں
اور اسلامی تحریکات کا یہی طریقہ رہا کہ حج کے موقعہ پر اپنی بین الاقوامی
کانفرنسیں منعقد کیا کرتے تھے۔ شمالی افریقہ کی سنوسی تحریک کے قائدین
ہر دوسرے تیسرے سال حج کے لئے آیا کرتے اور دنیا کے مختلف گوشوں سے
آنے والے سنوسی کارکنوں سے ملاقاتیں کرتے، ان سے کام کی رفتار معلوم
کی جاتی، ایک دوسرے کی مشکلات سنی جاتیں اور ان کا حل سب مل کر
تلاش کرتے، آئندہ کام کے لئے منصوبے سوچے جاتے۔ ''موقظ الشرق،، علامہ
سید جمال الدین افغانی نے کبھی ایک بار اپنی نوجوانی میں جمعیۃ ام القریٰ
کے نام سے ایک تنظیم قائم کی تھی جس کا مقصد حج کے موقعہ پر مسلمانان
عالم کے احوال معلوم کرنا اور ان کی خیر خبر رکھنا تھا۔ اور آخر میں شاہ
فیصل مرحوم کے دور حکومت میں تو حج کی مرکزیت سے بہت کچھ کام
لیا گیا، خاص طور پر رابطہ عالم اسلامی کی بین الاقوامی تنظیم اس موقعہ پر

بہت کچھ کام کرتی ہے اور حج کے اجتماع کی برکتوں کو سارے عالم میں پھیلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

حج کے اجتماعات سے علمی میل جول، عالم اسلام کے مختلف علاقوں سے آنے والے اہل علم سے استفادہ اور ایک دوسرے کے خیالات سے واقفیت اور فکری مسائل سے آگاہی کے فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ ماضی میں بھی ہمارے اہل علم اس بابرکت اجتماع سے علمی استفادہ کے مواقع حاصل کرتے رہے ہیں۔ آئندہ بھی زیادہ سے زیادہ وسیع پیمانہ پر اہل علم کو آپس میں ملنے جلنے کے مواقع مل سکتے ہیں۔ اگر مختلف اسلامی ممالک کی حکومتیں مکہ میں حج کے موقع پر مختلف ممالک سے آنے والے اہل علم کے مل بیٹھنے کا انتظام کریں(۸) تو علمی میل جول کے نہایت بہتر مواقع پیدا ہو سکتے ہیں۔ ہر اسلامی ملک کا سفارت خانہ اپنے ہاں کے نمایاں حجاج کی فہرست دوسرے تمام مسلم سفارت خانوں کو مہیا کردے تو اس کام میں بڑی سہولت ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک تقریب میں دنیا بھر سے آئے ہوئے مسلم ماہرین قانون، جج اور قضاۃ شریک ہوں، کسی دوسری تقریب میں تاریخ دانوں کا اجتماع ہو جائے۔ کسی تیسرے موقع پر ماہرین معاشیات مل بیٹھیں۔

اگرچہ رابطہ عالم اسلامی اس موقعہ پر سیمینار اور علمی مباحثے ترتیب دیتا ہے اور ان میں مختلف ممالک سے آنے والے اہل علم شرکت کرتے ہیں لیکن یہ کام دوسری حکومتوں کے سفارت خانے (خاص طور پر سفارت خانوں کے ثقافتی اور مذہبی امور کے شعبے) بھی کر سکتے ہیں۔ اس طرح عالم اسلام کے اہل علم و دانش کو نہ صرف ایک دوسرے سے متعارف کرایا جا سکے گا بلکہ علمی و فکری کاوشوں میں وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کر سکیں گے۔

حواشی

١ - ملاحظه هو تفسیر کبیر امام فخرالدین رازی، جلد ششم صفحه ١٥٣

٢ - سید سلیمان ندوی : سیرت النبی، جلد پنجم، صفحه ٣٦٦ مطبوعه اعظم گڑھ

٣ - من دخله کان آمنا، آل عمران : ٩٧

٤ - یا ایها الذین آمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا - سورهٔ توبه : ٢٨

٥ - حدیث کے الفاظ هیں : اخرجوا الیهود و النصاری من جزیرة العرب - حضور نے مرض‌الموت میں جو چند وصیتیں فرمائیں ان میں یه وصیت بھی تھی -

٦ - یه اصطلاح بیت الله کے لئے علامه اقبال نے استعمال کی ہے - ملاحظه هو، رموز بے خودی ص ١٥٣ - ١٥٨

٧ - سورهٔ بقره : ١٩٨ - یاد رہے که الله تعالی نے قرآن مجید میں کئی بار جائز روزی کو الله کا فضل قرار دیا ہے - مثلاً ملاحظه هو سوره فتح کی آیت ٢٩

٨ - اس غرض کے لئے عمرانے، عشائیے یا استقبالئے ترتیب دیے جا سکتے هیں -